قیمت پیشگی سالانہ ہے ر

قیمت پیشگی سالانہ ہے ر

نمبر ۹ | قادیان دارالامن والامان مؤرخہ ۲۷ - اپریل - سنہ ۱۸۹۸ ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے - کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے - کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں رجو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے سرمن رخطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ - اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں -

اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں - تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں - اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ ر فی صدی کے حساب سے خرید لیں - تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار ڈھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا - کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے - اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا - بلکہ ہم ہی اُس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں - تو چنداں مشکل نہیں - پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے -

مینجر الحکم کے نام درخواست ہو -

روزانہ اخبار دہلی ؛

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ ۱۲ - ۲۰×۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹکل - علمی مضامین اور ملکی معاملات سے مملو اُردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے ؛

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی - زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے - قومی و مذہبی تعصبات سے پاک - قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں ؛

چونکہ اُردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے - اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے -

مابعد کا قاعدہ نہیں
نمونہ کیلئے ایک آنہ } درخواست خریداری بنام ..... مینجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت مسوم بموعظۃ الحسنہ قیمت بامحصول ۴ ر
محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن - قیمت ۲ ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ ء

تھوڑے عرصہ میں ایک رسالہ منظوم موسوم بالانتباہ چھپکر ہدیہ ناظرین ہوگا - جو جناب میاں شاہزادہ صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے اس قابل ہے کہ ہزاروں جلدیں مفت تقسیم ہوں شائقین مینجر الحکم کے نام ہو مینجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند بیچ بند بیر ملتے ہیں

کمیونی کیٹڈ

عبد مومن

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۸)

دوسرا نام اللہ تعالیٰ کا رحیم ہے۔ جس کا تقاضا صفت رحیمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور انعامات خاصہ الٰہیہ سے متعلق ہے۔ جو ان خاصان حق کو عطا ہوتے ہیں جن کی اپنے مولائے کریم کے حضور میں بسبب ان کی خدمات بندگانہ کی خاص عزت ہوتی ہے۔ اور یہ برکات ہر ایک رنگ میں جسمانی اور روحانی طور پر خود اللہ تعالیٰ ان پر نازل کرتا ہے۔ اور ان کو اپنے فضل خاص سے مختص فرماتا ہے۔ ہر ایک عمل کی جزا جو بندہ اپنے رب کی مرضی کے مطابق بجا لاتا ہے۔ اس کی جزا بلحاظ مقدار اس عمل کے اسی صفت کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ پس وہ عبد مومن جس کی شان خدا کی محبت کا رنگ لے لیتی ہے۔ وہ بھی اس صفت رحیمیت کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنے متعلقین خادمین کو جو اس کی غلامی کا جوا اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں۔ خاص عنایت سے ممتاز فرماتا ہے۔ اور خاص شفقت سے ان کے واسطے جناب الٰہی میں دعا کرتا ہے۔ ایسے وقتوں میں کہ جب مخلوق عالم غفلت میں بےحس و حرکت پڑی ہوتی ہے۔ یہ پاک وجود اپنے شدید محبت کے تقاضا سے ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کرتا ہے۔ ان کی فلاح و صلاح میں دن رات ایک خاص مصروفیت دکھاتا ہے۔ اس کی جان میں ان کم زوروں کے لئے جو اس کی دامن کے نیچے آگئے ہیں۔ اور انہوں نے خلاص سے اپنے آپ کو اس کے قدموں میں گرا لیا ہے۔ عجیب انداز اخلاص ایک شدید حرکت رہتی ہے۔ اور اس فیض رسانی میں اس کے مریدین مخلصین کے سوا اور کسی کو دخل نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی صفت مالکیت جو اس کے اسم مالک کے لحاظ سے اپنا اثر دکھلا رہی ہے۔ کم لوگ ہیں جو سچے اور حقیقی طور پر بہ لحاظ کامل الصفات ہونے ذات باری کے اس کے مفہوم کو سمجھتے ہیں۔ مالک کی سچی تعریف یہ ہے۔ کہ اس کی ملکیت میں بہ لحاظ اوس کے صاحب اقتدار ہونے کے کسی کو شراکت نہ ہو۔ اور اسکی ملکیت کسی سبب یا ذریعہ کی محتاج نہ ہو۔ تاکہ اس کی اقتدار ملکیت میں سبب اور وسیلہ کی شراکت کا داغ نہ لگے۔ کسی مالک کی کوئی ملکیت اگر بذریعہ اسباب یعنی کسی ہنر یا پیشہ یا کسب کے ذریعہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تو ذاتی طور پر مالک ملکیت ہونے کا حق اس کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ جب تک اس میں ان اسباب کی کمالیت موجود ہے۔ تب تک اوس کا مالکانہ ہاتھ اوس کی ملکیت پر ہے۔ جوں ہی کہ وہ کمالیت زائل ہوئی۔ تو جھٹ صفت ملکیت میں بھی زوال آگیا۔ پس اللہ اس قسم کا مالک نہیں۔ کہ وہ اپنی ملکیت میں کسی ذریعہ یا سبب کا محتاج ہے۔ اس کی ملکیت خود اس کی ذات سے ہے۔ نہ کسی ذریعہ کی موجودگی سے وہ خود ہر ایک سبب کا پیدا کنندہ ہے۔ دوسرا یہ کہ مالک کو اپنی ملکیت میں ذاتی طور پر تصرف ہونا چاہیئے۔ کہ اپنی مملوکہ چیز کو بخشنے میں اس کی ملکیت میں نقص نہ واقع ہو۔ یا کسی دوسرے وجود کی منظوری یا رضامندی یا مشورت کی ضرورت نہ واقع ہو۔ اور کوئی اس عطا پر اعتراض کرنیوالا یا حارج نہ ہو۔ کہ جس سے مالک اپنی مملوکہ چیز کے عطا کرنے میں معذور رہ جاوے اور اس کو اس کے کم ہو جانے کا خطرہ دامن گیر ہو۔ اور عطا اور بخشش کے مصالح سے ناداقف اوس کو پشیمانی میں ڈالے۔ اور دے کر پچھتاوے۔ پس اس قسم کے مواقعات اور شراکتوں سے جو مالک مبرا ہو۔ وہ حقیقی مالک تصور ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سوائے ذات پاک واہب العطیات کسی کا حق ایسا مالک کہلانے کا نہیں ہے۔ یہ سب مجازی مالک آخر ایک دن ملکیتوں کو چھوڑنے والے اور اصلی مالک کو سپرد کرنے والے۔ اور اس دار فانی سے خالی ہاتھ جانے والے ہیں۔ اور مالک حقیقی کے حضور میں حاضر ہو کر یہ کلام سننے والے ہیں۔ **لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار** س ۲۴ ع ۲۔ پس حقیقی مالک ہونا اسی کو زیبا ہے۔ اس صفت کا ظلی طور پر عبد مومن میں عکس پڑتا ہے۔ وہ اپنی کل ملکیتوں سے یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی قبل اس کے کہ وہ حقیقی کی طرف راجع ہوں۔ پہلے ہی دست بردار ہو جاتے ہیں اور اپنے اندر ایک ایسا قناعت اور غنا کا نور بھر لیتے ہیں کہ ان کی خواہشات بالکل فنا ہو جاتی ہیں۔ اور اس حقیقی مالک کے ارادہ میں ایسے محو ہو جاتے ہیں۔ کہ حقیقی ملکیت کا حصہ اس کی طرف سے ظلی طور پر ان کی ملکیت میں کر دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ کسی کو دیتے ہیں تو خدائی ہاتھ سے دیتے ہیں۔ اور جب کوئی چیز ہاتھ میں پکڑتے ہیں۔ تو ان کی گرفت خدائی گرفت ہوتی ہے۔ اور اس وقت پر صادق آتا ہے۔ **کنت یدہ التی یبطش بہا۔** کہ میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا ہے۔

پس یہ بھی تعلق عبد مومن کو اللہ کے اسماء صفاتیہ سے ہے۔ اللہ سمیع و بصیر ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر سمیع و بصیر ہے۔ وہ خبیر ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر خبیر ہے۔ وہ حکم ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر حکم ہے۔ وہ عدل ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر عدل ہے۔ وہ غفور ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر غفور ہے۔ وہ سلام ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر سلام ہے۔ وہ قدوس ہے۔ یہ بھی ظلی طور پر قدوس ہے۔ ان سب صفات کا ظلی طور پر مظہر ہو کر یہ قوم اس مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے۔ جس کا حدیث قدسی کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یہ قوم سب صفات اللہ کا ظل ہوتی ہے۔ اور پھر عبد اور وہ ذات پاک ذاتی طور پر سب صفات کا مالک ہے۔ اور لاشریک ہے۔ اور وہی ہے۔ اللہ۔ جب اس طرح سے عبد مومن اپنے نفس سے کھویا جا کر اللہ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ تو اس عینیت کے لحاظ سے اس کا نام بلا واسطے پر عبد اللہ پکارا جاتا ہے۔ عبد کو جب اللہ کے ساتھ اتصال ہوا۔ تو عبد اور اللہ نے مل کر عبد اللہ کا جامہ پہنا۔ اب عبد اللہ نہیں بکتا۔ جب تک اللہ اس کو نہیں کہتا کھا۔ نہیں پہنتا۔ جب تک اس کو اللہ نہیں کہتا پہن۔ نہیں پیتا۔ جب تک اللہ اس کو نہیں کہتا پی۔ اب ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آسمان کا حکم زمین پر عبد اللہ کی مرضی سے نہیں نازل ہوتا۔ یا زمین پر عبد اللہ جو حکم لگاتا ہے۔ آسمان پر وہ حکم تسلیم نہیں کیا جاتا۔ عبد اللہ اس کے بلانے سے بولتا ہے۔ اور اس کے امر سے امر کرتا ہے۔ جو کچھ عبد اللہ مونہہ سے کہتا ہے۔ وہ خدائی آواز ہوتی ہے

زمین و آسمان ٹل جائیں۔ مگر وہ آواز نہیں ٹلتی عبد اللہ نہیں بولتا - خدا بولتا ہے - عبد اللہ کسی کے حق میں کوئی پیش گوئی نہیں کرتا - بلکہ خدا کرتا ہے - اس مقام پر پہنچکر عبد مومن کے مونہہ سے وہ کلمات نکلتے ہیں - جو ظاہر بینوں کی نظر میں محل استعجاب ہوتے ہیں - اور ان کو انکار پر آمادہ کرتے ہیں - یہی وہ مقام ہے - جس کی نسبت کامل اور قدوس عبد اللہ نے فرمایا - من رانی فقد را الحق - کہ جس نے مجھکو دیکھا - اوس نے خدا کو دیکھا - اور اسی معیت کو ثابت کیا ہے - اسی ولی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہہ فرمانے سے لی مع اللہ وقت - اور اسی امر پر یہ کلام الٰہی وارد ہوا ہے - وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ - اور پھر اس شان پر یہ آئت ہے - ید اللہ فوق ایدیھم - س ۲۶ - اور اسی مقام پر پہنچ کر بعض اولیاء اللہ کے مونہہ سے بھی وہ کلمات نکلے ہیں - جو اس مقام خاص کے شان کو ظاہر کرتے ہیں - یعنے انا الحق جو مطابق ہے - قرآن مجید کے اس مقام کے جہاں وادی ایمن کوہ طور پر موسیٰ کو آواز آئی - انی انا اللہ یعنے میں خدا ہوں جو یہاں ہوں - ظلی طور پر جب وادی ایمن مظہر صفات اللہ ہو سکتی ہے - اور اسمیں سے بھی ایک بقعہ مبارکہ پر صفات جلالی کا مشتعل ہوکر اسمیں انا اللہ کی آواز آسکتی ہے - اور وہ میدان یا وہ مقام کبھی خدا نہیں ہوا - اور نہ کسی نے اس کو خدا کہا - تو کیا منصور کا دل ان صفات اللہ کا مظہر نہیں ہو سکتا تھا - بے شک ہو سکتا تھا - اور ہوا - کیا نور کی چمک جس گھر میں پیدا ہو جاوے وہ گھر تاریک رہ سکتا ہے - ہرگز نہیں - خود خدا منصور کے اندر سے بولا - انا الحق - منصور نہیں کہتا تھا - کہ میں خدا ہوں - بلکہ خود خدا اوس کے اندر سے آواز دیتا تھا - کہ میں خدا ہوں - اور یہہ ہی وہ مقام ہے - بلکہ اس سے بڑھ کر تجلے الٰہی کا مقام ہے - جس کا ذکر حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ اور اوسی کا تکرار بہ عبارت اردو کتاب البریت کے صفحہ ۷۶ پر کیا ہے - اصطلاح صوفیہ کرام میں اس مقام کو مقام جمع یا مقام وحدت تامہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - جب یہہ عبد اللہ اپنے ارادہ نفسی سے بالکل کھویا جاکر علیم اللہ کی مرضی کے نیچے جا پڑتا ہے - اور اوس کا ہر ایک ارادہ علیم اللہ کا ارادہ ہو جاتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کا محبت و پیار جب اس درجہ پر واقع ہوتا ہے - تو یہ پاک جماعت انہیں الفاظ سے اس تعلق کو ظاہر کیا کرتی ہے - اور ہمیشہ سے کرتی آئی ہے - اور کرتی جائے گی - پس جن کے کان سننے کے ہیں - اور جن کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں - دیکھیں - اور جن کے دل سمجھنے کے ہوں سمجھیں - فقط

خاکسار حامد سیال کوٹی

۹۸-۲-۳۰

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر دوم

ایمان کے معنے خدا تعالیٰ کا سچے دل سے مان لینا - اور زبان سے اقرار کرنا اور اپنے اعضا اور جوارح سے اوس احکام کی تعمیل کرنا جو اوامر کی ذیل میں داخل ہیں - اور منہیات الٰہیہ سے باز رہنا - یؤمنون بالغیب پر غور کرنے سے یہہ پتہ لگتا ہے - کہ ایمان چونکہ اوس حالت علمی کا نام ہے - جو قرائن قویہ کو دیکھکر پیدا ہوتی ہے - جیسے دور سے دہواں نکلتا ہوا دیکھکر آگ کی موجودگی کی نسبت علم پیدا ہوتا ہے وہ ابھی ابتدائی حالت میں ہوتا ہے - اس لیئے ظنی ہوتا ہے - اگر انسان مزید واقفیت کے لیئے اوس کی طرف نہ چلے - تو اندیشہ ہوتا ہے - کہ مبادا وہ علم اوس کا زائل ہو جاوے - اسی طرح پر غیب کا لفظ لطیف طور پر ایمان کی فلاسفی کو بیان کرتا ہے - اور ترتیب الفاظ آئت پر تدبر کرنے سے اور بھی لطف پیدا ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ جب انسان مرئی اشیاء اور محسوسات کو دیکھکر خدا تعالیٰ جو نفس الامر میں قطعاً ظاہر لیکن انسانی آنکھ میں غیب در غیب ہستی پر ایمان لاتا ہے - تو اوسکی طرف وہ دوڑتا ہے - اور اقامت صلوٰۃ - ایمان کے بعد (جو قلبی حالت کا نام ہے) کا رتبہ ہوتا ہے یعنے جوارح پر ایمان کا اثر اور عمل شروع ہوتا ہے - یہاں تک کہ اوسی اقامت الصلوٰۃ میں خواہش اور منہیات سے باز رہ کر اور بغاوتوں سے بچتا ہوا وہ درجہ نجات پر قدم مارتا ہے - اور اس سلوک میں اوس پر پہلا اثر یہ مترتب ہو جاتا ہے - کہ انفاق مما اوتیہ کی توفیق اوسے دی جاتی ہے - اسی لیئے قرآن کریم میں ومما رزقناھم ینفقون بعد اقامت الصلوٰۃ کے آیا ہے - ومما رزقناھم سے مراد جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے - ہر ایک چیز حتےٰ کہ عزیز سے عزیز جان تک کو بھی وہ خدا کے راہ میں دینے سے دریغ نہیں کرتا - یہ گویا دوسری منزل فلاح کی ہے - جو اصل منزل مقصود انسانی ہستی کا ہے - اور یہی اوس کی زندگی کا معراج ہے - اقامت صلوٰۃ اور خرچ فی سبیل اللہ کے بعد اوسے کامل توفیق ملتی ہے - کہ وہ کلام اللہ پر پورا ایمان لاوے - اور اور اسی لیئے قرآن کریم میں پہلی دو صفات مومنین کے تیسری صفت یہ بیان ہوئی ہے - کہ وہ اوس پر ایمان لاتے ہیں - جو انبیاء علیہم السلام ماقبل رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا - اور جو خود اوس مجسم ہدایت اور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نازل ہوا - کلام اللہ پر ایمان کا پیدا ہونا آخرت کے ایمان کو مستلزم ہے - اور چونکہ انسان ابتدائی ایمان سے اس درجہ پر پہونچکر ترقی کر جاتا ہے - لہذا قرآن کریم میں اس موقع پر یوقنون فرمایا - یعنے اس مقام پر پہونچکر اوسے ایقان کا درجہ حاصل ہوتا ہے - اور یہ علم کی دوسری حالت کا نام اور اس کو عین الیقین بھی کہتے ہیں - اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ اوس کے لیئے ہدائت کی راہوں کو کھول دیتا ہے - جو اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم کے لفظ سے پایا جاتا ہے - یعنے ایسا انسان خدا تعالیٰ کی آغوش رحمت میں تربیت پاتا ہے - یہاں تک کہ وہ فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتا ہے - جو ایمان کی تیسری حالت یعنے عرفان کا نام اور حق الیقین بھی ہے - (ایڈیٹر)

قرآن شریف میں آیا ہے - کہ فیھا کتب قیمۃ یعنے اس میں پہلی کتابیں بھی ہیں - پس قرآن کریم پر ایمان گویا پہلی کتابوں پر بھی ایمان لانا ہے -

اب مسلمانوں کے برخلاف جو لوگ ہیں - ان کا ایمان ہوتا ہے - اون کے لیئے لکھا ہے - کہ انذرتھم ام لم تنذرھم برابر ہے - سوال ہوتا ہے - کیوں ہے

(باقی آئندہ)

ولائتی چٹھی

نمبر دوم

مورخہ ۱۴۔ فروری ۱۸۹۸ء

مورخہ ۱۲ فروری کی شام کو بندہ لاہور سے ریل گاڑی پر سوار ہوکر روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر ایک نوٹس لگا ہوا تھا کہ مقام ریتی میں کل مسافر جو پنجاب سے جاتے ہیں۔ امتحان کئے جاتے ہیں۔ اور وہی ایک خاص واقعہ جو بندہ کے ساتھ ہوا۔ وہ یہ کہ لاہور سے روانہ ہوتے ہی بخار شروع ہوگیا۔ یہہ بخار در اصل بخار نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر زیادتی ایمان اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی مجرب ادعیہ کے امتحان کے لئے گویا ایک پیش خیمہ تھا۔ بخار کے ہونے سے اگرچہ یک دفعہ طبیعت میں یہ دہشت ہوئی۔ کہ اگر خدانخواستہ ریتی میں اتارے گئے۔ اور چند دن کو ارن ٹائن لگ گئی۔ تو جہاز ہرگز نہ مل سکے گا۔ اور اس طرح شاید ہفتہ یا دو ہفتہ کی اور دیر ہوجاوے۔

چوں کہ بندہ کچھ ایسے ایام بھی حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کی خدمت میں گذار آیا تھا۔ کہ جس میں عذاب طاعون کے متعلق اکثر الہامات اور خوابات حضرت جی کو آئے تھے۔ اور اکثر مفید تقریریں عذاب الٰہی کے نزول کے وقت جو سنت بندوں میں کام کرتی ہے۔ اور خائف اون میں علیحدہ کئے جاتے ہیں اس کے متعلق ہوئی ہوئی تھیں۔ اور بندہ نے سنی ہوئی تھیں۔ جن میں حضرت اقدس نے اپنے مجرب اذکار کا ایسے وقتوں میں ذکر بھی کیا ہوا تھا۔ اس لئے دل کو قدرے تسلی ہوئی۔ اور یہ خیال آیا۔ کہ چوں کہ کوارن ٹائن اور امتحان ڈاکٹران وغیرہ یہہ تمام تکالیف بھی طاعون کی وجہ سے ہیں۔ اور یہہ بھی اوسی عذاب کا حصہ ہے۔ اس لئے جو چیز اوس میں مفید ہوسکتی ہے۔ اور خاص مرض طاعون سے نجات دینے والی ہے۔ وہی اس کے متعلق تکالیف کو بھی دور کرے گی۔ بندہ نے حضرت کی فرمودہ ہدایت کے بموجب عمل درآمد شروع کیا۔ چنانچہ آج ۱۰ بجے ہماری ٹرین ریتی سٹیشن پر پہونچی۔ اور پہونچتے ہی پولیس کے سپاہی اور ریلوے قلی گاڑیوں کے دروازوں پر کھڑے ہوگئے۔ اور حکم یہہ سنایا گیا۔ کہ ہر ایک مسافر اتر آوے۔ میرے ساتھ ایک اور بھی پارسی مسافر تھے۔ جو کہ افریقہ جانے والے تھے۔ اور وہ بھی انٹرمیڈیٹ کلاس میں تھے۔ ہم دونوں نے ہرچند جہاز سے پیچھے رہ جانے کا عذر کیا۔ مگر کسی نے نہیں سُنا۔ آخر قلی لوگ سامان اوٹھا کر سٹیشن کے احاطہ سے باہر ایک ہسپتال میں کل مسافروں کو لے گئے۔ اور جو مسافر کل یعنے ۱۲۔ تاریخ کے روکے ہوئے تھے۔ اون کو اس ہماری خالی کردہ ٹرین میں سوار کردیا۔

ہسپتال میں ایک انگریز ڈاکٹر صاحب تھے۔ اور چند ایک کلرک وہ ہر ایک مسافر کا ٹکٹ دیکھتے تھے۔ اور اسم معہ ولدیت ایک رجسٹر میں درج کرتے تھے۔ جو مسافر جالندھر کے ضلع سے آیا ہوا تھا۔ اوسے وہاں چند ایام کے لئے ٹھہرایا گیا۔ اور جو دوسرے ضلعوں کے تھے۔ اونہیں کہا گیا۔ کہ تم ۱۲ بجے رات کی گاڑی میں سوار کئے جاؤگے۔ جو مسافر عالم مستورات میں سے تھیں۔ اون کے لئے ایک ڈاکٹر میم صاحبہ متعین تھیں۔ مگر تاہم اس انتظام میں اس قدر نقص ضرور تھا۔ کہ ٹکٹ وغیرہ دکھلانے کے لئے مستورات کو بھی مردوں سے واسطہ پڑتا تھا۔ اور جس مقام سے وہ آئی تھیں۔ وہ تمام نشان وغیرہ اون کو دینا پڑتا تھا۔

چونکہ ڈاکٹر صاحب قلم سے مصوری وغیرہ کا کام بھی جانتے تھے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ وہ اپنی duty میں سرگرمی سے مشغول ہوتے اپنے اصلی کام کو دیگر اشخاص پر چھوڑ کر وہ صرف بعض اشخاص کی تصویر کھینچنے میں مشغول رہے۔ چنانچہ ایک کنجری کو اونہوں نے حکم دیا۔ کہ بغیر کسی قسم کی حرکت کرنے کے وہ اون کے سامنے کھڑی رہے وہ کھڑی رہی۔ اور ڈاکٹر صاحب تصویر کھینچتے رہے ایک اور شخص گودڑی پوش کچھ عجیب قسم کی فقیرانہ وضع بنائے پورب کا باشندہ مسافر تھا۔ اوس کی بھی تصویر آپ کھینچتے رہے۔ شاید اونکی بھی مصروفیت کئی شخصوں کی رہائی کا باعث ہوگئی ہو۔ اللہ تعالےٰ حکیم کی کل حکمتوں کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ۲، ۳ بجے کے قریب کل مسافروں کو حکم ہوا۔ کہ پانی کے آہنی تالاب کے پاس جو تالاب خشتی بنا ہے۔ اوس میں جاکر غسل کرو۔ اور اپنے کل پارچہ جات معہ بستر وغیرہ کے حسب ہدایات پولیس مین دھونے کے لئے دیدو۔ غسل کے حکم سے تو کوئی چنداں سراسیمگی مسافروں کو نہ ہوئی۔ مگر کل پارچہ جات اور گٹھڑی بقچہ کو دھوئے جانے کا حکم سُن کر ہر ایک کو سخت فکر و تردد ہوا بجز اس شخص کے جس کے پاس سوائے تن کے کپڑوں کے اور کچھہ نہ تھا۔ کیونکہ بعض مسافروں کے پاس لپنے عیال و اطفال کے زری کے کپڑہ وغیرہ تھے۔ اور بعض کے پاس اونی سامان تھا۔ بندہ کو تو یہہ فکر پڑی کہ سردی دھسہ پوشک اور رضائی وغیرہ جو بھیگ گئی۔ تو وہ کب خشک ہوئی۔ اور اس صورت میں سردی سے بچنے کا کیا انتظام ہوگا۔ حکم حاکم مرگ مفاجات آخرکار تمام کپڑے اور بوریہ بستر معا منتظماں کے حوالہ کردیا۔ اور خود غسل کرنے لگے۔ وہ تالاب در اصل Ash-pits تھے۔ جس میں انجن کھڑا ہوکر آگ گرایا کرتا ہے۔ مگر چونکہ اب سٹیشن ریتی ایک ادنے درجہ کا سٹیشن بنایا گیا تھا۔ اس لئے یہ عمارت بیکار پڑی تھی جسے اس انتظام طاعون میں برتا گیا۔ کوئی پانچ انچ کے قریب پانی بھر کر اس میں Disinfectent دوائی ملادی گئی۔ جس سے پانی کا رنگ مثل بہت پتلی کچی لسی کے ہوگیا۔ ایک تالاب اہل ہنود کے لئے تھا۔ اور ایک اہل اسلام کے لئے۔ بندہ کو اس غسل سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ جو اثر بخار کا قبل ازیں جسم میں محسوس ہورہا تھا۔ وہ رفع ہوکر جسم میں فرحت سی آگئی۔

عورتیں علیحدہ ایک کمرہ میں غسل دی گئیں جنکی منتظمہ ایک میم صاحبہ ڈاکٹر تھیں۔

تمام کپڑوں وغیرہ کے دھوئے جانے کا یہ انتظام تھا۔ ایک بڑا سا تالاب لوہے کا بالکل بند تھا۔ اُس کے اوپر صرف ایک سوراخ اس قدر گول تھا۔ جس میں سے آدمی اوتر سکے۔ اور چڑھ سکے اوس کے ساتھ کوئی دو تین فیٹ کے فاصلہ پر ایک انجن تھا۔ جس میں سے کچھہ نالیاں اوس تالاب کے اندر جاکر مثل رگوں کے پھیلی ہوئی تھیں۔ ہر ایک شخص کے کپڑے

ایک بقچہ کی صورت میں بناکر اس تالاب کے اندر اوپر نیچے ترتیب کے ساتھ چن دیے جاتے تھے۔ پھر اوس سوراخ کے اوپر ڈھکنا دے کر بذریعہ پیچدار ڈھبریوں کے بہت مضبوطی سے بند کرکے انجن میں سٹیم چھوڑ دی جاتی تھی۔ یہ سٹیم اوس تالاب کے اندر جاکر کل کپڑوں میں بھر جاتی تھی۔ اور سب کو نم دار کر دیتی تھی۔ پھر چند منٹ کے بعد وہ ڈھکنا کھول کر گٹھڑیاں نکال دی جاتی تھیں۔ اور ہر ایک شخص شناخت کرکے لے لیتا تھا۔ ہر ایک مسافر کا یہ گمان کہ ہمارے کپڑے خراب ہو جاویں گے۔ بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ بھاپ سے جو نم کپڑوں کو پہونچتی تھی۔ وہ بہت جلد خشک ہو جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اول تو تالاب سٹیم سے اس قدر گرم ہو جاتا تھا۔ کہ اوس کی گرمی ہی اون کپڑوں کو خشک کرنے کے لیے کافی تھی۔ اور جب کپڑے میں تھوڑی بہت نم رہ جاتی تھی۔ وہ تالاب میں سے نکلتے ہی ہوا لگ کر فوراً خشک ہو جاتا۔ کوئی کپڑا زری یا اون کا مطلق خراب بے شکل نہ ہوا۔

ہم تمام مسافر چونکہ ۱۲ بجے دن کے اوترے تھے اور موسم سردی کا تھا۔ اس لئے تکلیف غسل و دھوپ کی نہ ہوئی۔ مگر جو مسافر رات کو ۱۲ بجے اتارے جاتے تھے۔ اون کو بہت تکلیف تھی۔ ایک تو رات کی بے آرامی مکان کی ناواقفیت اسباب کے گم ہونے کا خطرہ پھر علی الصباح سرد پانی سے غسل وغیرہ وغیرہ۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ہم کو ان تمام تکلیفوں سے بچا لیا۔ رات کو بارہ بجے جو ٹرین ملتان کی طرف سے آئی۔ وہ خالی کرا کر اوس میں ہم تمام مسافروں کو سوار کرا دیا۔ جو مسافر کوارنٹائن کے خیال سے ہم میں سے رہتی ہیں پانچ یا دس دن کے لئے رکھے گئے سنا گیا ہے۔ کہ ایسے آدمیوں کو جن کے پاس زادراہ نہ ہو۔ اپنے پاس سے خوراک و بستر وغیرہ دیتی ہے۔ اور اون کے ٹکٹوں کی تاریخیں بدل دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ ردی نہ ہوں۔

اس اوترنے اور چڑھنے اور فکر و تردد اور اسباب کی باربرداری کی جو تکلیف ہوئی۔ وہ گویا عذاب طاعون کا وہ حصہ تھا۔ جو ہمارے لئے مقدر تھا۔ مگر الحمد للہ کہ خداوند کریم نے اوس بھاری اور مضمحل کر دینے دائی تکلیف یعنے کوارنٹائن سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ میرے لئے جس نے ۱۵ تاریخ کے جہاز میں سوار ہونا تھا۔ ۳۔۴ چار دن کی کوارنٹائن ایک سخت تکلیف تھی جس کا اثر میرے روزگار پر بھی بد پڑ سکتا تھا۔ الحمد للہ والمنۃ

مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۹۸ء

یہ دن بھی ریل کے سفر میں گذرا۔ سٹیشن باگانوراسے سٹیشن لکی تک دریائے سندھ کا عجیب و غریب نظارہ نظر آیا۔ ریل گاڑی پہاڑ کے اوپر کنارہ کنارہ چلتی تھی اور نیچے دامن کوہ میں ایک سبزہ زار تھا۔ اور پھر اوس کے ورے ایک بڑے رقبہ میں دریا بہتا تھا۔

کوٹری سٹیشن پر انگریزی قوم میں ہمارے ہندوستانی سلام کا عجیب رواج دیکھا گیا۔ جس گاڑی میں ہم تھے۔ اوس کے ساتھ ایک فسٹ کلاس گاڑی تھی۔ جس میں اس سٹیشن پر کچھ انگریز سوار ہوئے۔ جو اپنی قطع وضع رفتار کردار گفتار سے محکمہ ریلوے کے ہی ملازم معلوم ہوتے تھے۔ جب گاڑی کی روانگی کا وقت قریب ہوا۔ تو اون میں سے ایک الوداعی کے وقت رخصت ہو کر واپس جانے لگا۔ تو دوسرے کو کہتا ہے

Give my salam to your maim sahib

یعنے میرا سلام اپنی میم صاحبہ کو دو۔

مجتبیٰ فی اللہ ایڈیٹر۔ میں اپنا مضمون سفرنامہ اس قدر لکھ چکا تھا۔ کہ میرے مکرم دوست رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ نے ایک خط یوگنڈا ریاست سے آیا ہوا دیا۔ جو یہاں سے ۶۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس کے لئے ریلوے بڑی سرگرمی سے آگے کو جا رہی ہے۔ راقم اس خط کے اس عاجز کے بھی دوست منشی رحمت خاں ساکن ہندوستان ضلع گجرات کے ہیں۔ ایک بہت ہی خلیق فہیم آدمی ہیں مذہبی خیالات اون کے اکثر سید احمد خاں بانی علیگڈہ کی تصنیفات سے ملتے ہیں۔ جب یہ ہندوستان سے تلاش ملازمت میں آئے تھے۔ تو اول کچھ عرصہ ریلوے محکمہ میں کلرک رہے۔ پھر اب ۳ سال کے اقرارنامہ پر عربی خط کے کلرک ہو کر یوگنڈا گئے ہیں چلتے وقت یعنے کتاب آئینہ کمالات اسلام معہ تبلیغ یعنے اون کو دی تھی۔ کہ خود بھی مطالعہ کرنا۔ اور یوگنڈا میں جو عرب کی آبادی ہے۔ اون کو بھی دکھا دینا وہ اپنے رستہ کے حالات اس طرح قلم بند کرتے ہیں

و ہو ہذا۔

میں مورخہ ۷ نومبر ۱۸۹۷ء کو منزل مقصود بہ خیریت پہونچ گیا ہوں۔ اس جگہ کا نام مشندی ہے۔ اور علاقہ ادنیورو میں واقع ہے۔ یہ جگہ کمپالہ دارالخلافہ یوگنڈا سے ۱۲۔ دن کا راستہ شمال کی طرف ہے۔ دریائے نیل یہاں سے ۱۵ میل مغرب کو ہے۔ مشندی بہت عمدہ جگہ ہے۔ چاروں طرف اس کے پہاڑ ہیں۔ رات کو ایک کمبل اوڑھنا پڑتا ہے۔ اگرچہ خط استوا سے دو ڈگری شمال کو ہے۔ مگر سرد ہے۔ بارش ہر روز ہوتی ہے۔ اس جگہ ایک کمشنر ایک میڈیکل آفیسر ایک یورپین کلرک رہتے ہیں۔ اس علاقہ میں ۷ چھاونیاں ہیں۔ ہر ایک میں قریب ایک ایک سو جوان نوبی (ساکن نوبہ) رہتا ہے۔ یہ نوبی لوگ اصل میں مصری فوج تھی۔ جس وقت مصر کی حد جنوب کی طرف اسمٰعیل پاشا کے وقت میں جھیل البرٹ نیانزا تک تھی۔ اور اس صوبہ خط استوا کا گورنر امین پاشا تھا۔ مگر جب محمد احمد مہدی کا خروج ہوا۔ اور امین پاشا کی خط و کتابت بالکل مصر سے منقطع ہو گئی۔ بہ سبب حائل ہونے سلطنت مہدی کے تو چھ برس تک امین نے حکم قائم رکھا۔ مگر ۱۸۸۸ء میں جب سٹینلے اس کی مدد کو پہونچا۔ تو گورنمنٹ مصر کے حکم سے فوج موقوف کی گئی۔ اور امین ساحل کو چلا گیا۔ نوبی لوگ لوٹ مار سے گذارہ کرتے رہے۔ انگریزوں نے اوس وقت عمدہ موقعہ دیکھ کر ان کو نوکر رکھا۔

.... یہاں روپیہ نہیں ہے۔ کپڑا اور کوڑی میں تنخواہ (فوج وغیرہ کو) دی جاتی ہے۔ کوڑی ایک روپیہ کی ۲۰۰ بکتی ہے۔ اور کپڑا امریکانی یعنی کورا لٹھا ایک روپیہ کا ایک گز۔ یہاں قریباً دو سو گھر کی بستی ہے۔ کھانے کو چاول۔ تلی کا آٹا۔ دودھ ترکاری ہے۔ سوائے چاول کے اور سب چیز کثرت ہے۔

(باقی آئندہ)

مکاتیب دلچسپ

مندرجہ ذیل خط حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید محمد عسکری صاحب کے نام لکھا تھا۔ جو بتوسل منشی ظفر احمد و مفتی محمد صادق ہمارے پاس بغرض اندراج پہونچا ہے۔ ہم کو افسوس ہے۔ کہ ہمارے ناظرین نے اس کالم کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ ہم نے متواتر یاد دلایا ہے۔ کہ جن صاحبوں کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہوں۔ وہ بغرض اندراج بھیجدیں۔ تاکہ عام لوگوں کو فائدہ پہونچے۔ ایڈیٹر

بنام سید محمد عسکری صاحب

میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے۔ اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے۔ کہ جب تک اُس سے بکلی مُنہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گذرنے والی چیزیں ہیں۔ اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹ لیں گے۔ تو اُس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت اُنہیں کی وراثت ہے۔ کہ جو دُنیا کے دوزخ کو اپنے لئے قبول کرتے ہیں اور لذات اور عیش و عشرت دنیا کے لئے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اور اُس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں۔ جس کو آخری خوش حالی کی خواہش ہے۔ اُس کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ تکالیف دنیوی کو بہ انشراح صدر اُٹھالے۔ اور اس نابکار گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا برا دھوکہ دینے والا حکام ہے۔ جس کو آخرت پر ایمان ہے۔ وہ کبھی اُس کے غم سے غمگین اور نہ اُسکی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام۔

۷ فروری ۹۸ء

از عاجز عائذ باللہ الصمد احمد

قانون انسداد طاعون۔ حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے وبائے طاعون کے پھیلاؤ روکنے کے لئے ۲۸ مارچ ۱۸۹۸ء کو حسب ذیل قواعد جاری فرمائے ہیں۔ (۱) جو شخص کسی میونسپل ضابطہ نافذ وقت کی بموجب کسی موت کے وقوعہ کی رپورٹ کسی شخص کو کرنے کا پابند ہو۔ اُسکو لازم ہوگا۔ کہ وبا طاعون کی کسی وقوعہ کی رپورٹ اُس واردات سے مطلع ہونے سے تین گھنٹے کے اندر کسی عہدہ دار مہتمم پولیس سٹیشن کو کسی ایسے حالات میں کرے جنمیں وہ اگر شخص مبتلائے مرض مذکور مرجاتا تو موت کی رپورٹ کسی عرصہ کے اندر کسی شخص کو کرنے کا پابند ہوتا۔

(۲) اشخاص مندرجہ ذیل وبا طاعون کی کسی واردات کے وقوعہ کی رپورٹ ایسے حالات میں جو علی الترتیب ہر ضمن ضمنی میں درج ہیں واردات مذکور کی اطلاع پانے سے تین گھنٹہ کے اندر کسی پولیس سٹیشن کے عہدہ دار مہتمم کو یا جن صورتوں میں مرض کو ایک ایسی مقام پر نمودار ہو جو نزدیک ترین پولیس سٹیشن سے تین میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو موضع کے نمبردار کو کرینگے یعنی (۱) جب بیماری کوئی واردات کسی مکان میں واقع ہو تو سب سے بڑا بالغ شخص جو مکان مذکور میں بود و باش رکھتا ہو۔ اور جو مرد ہو خواہ عورت۔ بذات خود مبتلائے وبا نہ ہو۔ (۲) جب وبا کی واردات کسی ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یا سرائے میں واقع ہو۔ تو ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یا عام سرائے کا مالک یا اُسکے قائم مقام یا موجود نہ ہونیکی صورت میں وہ شخص جو ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یا عام سرائے کا منتظم وقت ہو یا ایسے شخص کے حاضر نہ ہونے یا موجود نہ ہونیکی صورت میں ہر ایک ملازم جسے ہوٹل یا ڈاک بنگلہ یا عام سرائے مذکور کی مالک یا منتظم نے وہاں نوکر رکھا ہوا ہو۔ (۳) جب وبا کی کسی واردات کا معالجہ کوئی طبیب کرتا ہو۔ تو طبیب کو۔

(۳) ہر ایک میونسپل کمشنر و میونسپل کمیٹی ہر ایک ملازم گاؤں کو ہر ایک نمبردار و چوکیدار و ہر قانونگو اور پٹواری و ہر ایک افسر پولیس و ہر ایک جاگیردار و معافیدار و تنخواہدار کو لازم ہوگا۔ کہ بلا توقف ناگزیر وبائے طاعون کے اُس وقوعہ کی رپورٹ جسکی اُسے خبر ملی ہو۔ اُس عہدہ دار کو کرے۔ جو نزدیک ترین پولیس سٹیشن کا مہتمم ہو۔

(۴) اگر وبا طاعون کی کوئی واردات کسی ریلوے ٹرین یا کسی مکان یا احاطہ ریلوے میں واقع ہو۔ تو اُس جگہ سے جہاں واردات دریافت ہو نزدیک ترین سٹیشن پر جو شخص سٹیشن ماسٹر کی فرائض انجام دیتا ہو۔ وہ واردات مذکور کی رپورٹ بذریعہ پیغام تار برقی اُس ضلع کی ڈپٹی کمشنر کو کرے گا۔ جس میں سٹیشن مذکور واقع ہو یا اگر سٹیشن مذکور علاقہ سرکار انگریزی میں داخل نہو بلکہ ایک ایسے علاقہ میں جس پر گورنمنٹ انگریزی کو حدید سماعت حاصل ہو۔ تو اُس ضلع کی ڈپٹی کمشنر کو کریگا جسکا صدر مقام سٹیشن مذکور سے سب سے زیادہ نزدیک ہو۔

(۵) ہر ایک شخص کو جوان قواعد کے قاعدہ اول یا قاعدہ ۲ کی ضمن (۱) یا (۲) یا قاعدہ ۳ کے بموجب وبا طاعون کی واردات کے وقوعہ کی رپورٹ کرنے کا پابند ہے لازم ہوگا کہ پنجاب میں کسی مقام پر ہند کی کسی ایسے حصے سے کسی شخص کی آمد کی رپورٹ کرے۔ جو پنجاب گزٹ کے اشتہار کے ذریعہ سے مشتبہ رقبہ قرار دیا جا چکا ہو اور یہ رپورٹ وہ کسی ایسے حالات میں کرے گا جنمیں وہ اگر مشتبہ رقبہ سے آیا ہوا شخص وبا طاعون میں مبتلا ہوا ہوتا۔ اس امر واقعہ کی رپورٹ کرنے کا پابند ہوتا کہ اُس بیماری کی ایک واردات وقوع میں آئی ہے۔ ایسی رپورٹ بلا تاخیر ناگزیر نزدیک ترین پولیس سٹیشن کے عہدہ دار مہتمم کو کی جائیگی۔ شرط کی جاتی ہے کہ جو شخص نمبردار موضع نہو۔ اور نزدیک ترین پولیس سٹیشن سے ۳ میل سے زیادہ فاصلہ پر بود و باش رکھتا ہو۔ اُس کی نسبت تصور کیا جائے گا۔ کہ جو کچھ اُسے اس قاعدہ کے بموجب کرانا مد نظر تھا وہ اُس نے کر دیا ہے درصورتیکہ وہ بلا تاخیر ناگزیر رپورٹ مذکور نمبردار موضع کو کردے۔

(۶) جب پنجاب میں کسی مشتبہ رقبہ کا کوئی مقام پنجاب گزٹ کے اشتہار کے ذریعہ سے وبازدہ قرار دے دیا جائے۔ تو ہر شخص کو جوان قواعد کے قاعدہ اول یا قاعدہ ۲ کی ضمن (۱) یا (۲) یا قاعدہ سوم کے بموجب وبا طاعون کی کسی واردات کے وقوعہ کی رپورٹ کرنے کا پابند ہو اُسکو لازم ہوگا۔ کہ ایسے مشتبہ رقبہ میں وبازدہ مقام سے باہر وبازدہ رقبہ کے اندر سے کسی شخص کے آنیکی رپورٹ کسی ایسے حالات میں کرے جنمیں وہ شخص اگر مذکورہ بالا وبازدہ مقام سے آیا ہے۔ وبا طاعون میں مبتلا ہوتا تو اس امر کی رپورٹ کرنے کا پابند ہوتا کہ مرض مذکور کی ایک واردات وقوع میں آئی ہے۔ رپورٹ مطلوبہ قاعدہ ہذا بلا تاخیر ناگزیر نزدیک ترین افسر مذکور کو کی جائے گی۔ اگر واسطے ارمشتبہ رقبہ میں کوئی ایسا افسر مقرر کیا گیا ہو یا اگر ایسا افسر رقبہ مشتبہ مذکور میں مقرر نہ ہو۔ تو اُس شخص کو اُس طریق سے کی جائے گی جسکی تجویز قواعد ہذا کے قاعدہ ۵ میں کی گئی ہے۔

فہرست مقامات مشتبہ کی یہ ہے۔

(الف) تمام صوبہ بمبئی ماسوائے سندھ (ب) ریاست ہائے مرہٹی ایجنسی راجپوتانہ (ج) ضلع سہارنپور ممالک مغربی و شمالی (د) تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور (ہ) تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر (و) پھگواڑہ علاقہ ریاست کپورتھلہ۔

عہد میثاق اور علوم جدیدہ

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۸)

سب زندہ ہیں۔ اور اپنی غذا کی شناخت رکھتے ہیں اور اپنے مضر اور نافع کو پہچان کر چلتے پھرتے ہیں دلیر اس قدر ہیں۔ کہ بڑے بڑے سخت کاموں میں در آتے ہیں۔ اور ایسی احتیاط سے چلتے ہیں۔ کہ ایک کی رفتار سے دوسرے کو گزند نہیں پہونچتا ہے۔ اور ایک کیڑے سے ہزار دو ہزار کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔

ایضاً - حیوانات مرضیہ (ملاریا) ایک جسم سے دوسرے جسم میں سما کر مرض پیدا کرتے ہیں۔

ایضاً - حیوانات منویہ یعنے وہ کیڑے جو حیوان کی منی میں ہیں وہ بھی بجز میکرسکوپ کے اور کسی طرح نظر نہیں آتے۔ اس قدر چھوٹے ہیں۔ کہ طول میں ایک کیڑا ایسی پاکہ ۱/۱۰۰ انچ کے برابر ہے۔ اور بعض فزیالوجین کا قول ہے کہ ایک انچ مسافت کو ۱۳ منٹ (دقیقہ) میں طے کرتا ہے جب ان چھوٹے حیوانات کی عقل کے تم لوگ قائل ہو چکے تو انسان کی عقل اور گویائی سے انکار کب صحیح ہوگا جس خدا نے یہ کیڑے ذی شعور پیدا کئے اگر ذریت آدم میں چھوٹے ہونے کے وقت عقل اور گویائی دی۔ تو کون سی خرابی ہوئی۔

سننا اور بولنا اور جواب دینا سب حیوت کے آثار سے ہیں۔ جب بعض حیوانات میں تم اس کو مان چکے پھر انسان میں بعالم ذریت کیوں دشوار ہوگا۔ آفریدگار دونوں کا ایک ہے۔

چوتھا شبہ جب حضرت آدم کی پشت میں ساری ذریت موجود تھی تو اولاد آدم کی پشت میں جس قدر قیامت تک اُس کی نسل ہوگی۔ سب موجود ہوگی۔ پس حضرت نوح کے طوفان میں جس قدر آدمی غرق ہوئے اون کی پشت میں جس قدر ذریت تھی۔ اور فنا ہو گئی۔ اگر اون سب سے عہد و میثاق لیا گیا تھا۔ تو بے کار ہوا۔ اور اگر نہیں لیا گیا تھا۔ تو قرآن کی خبر غلط ہوئی۔ جواب یہ ہے کہ ہم اپنے خدا کو عالم الغیب جانتے ہیں۔ لہذا ہم اعتقاد کرتے ہیں۔ کہ جس قدر آدمی طوفان نوح میں ڈوبے تھے۔ اون کی پشت میں خدا نے ذریت کو رکھا ہی نہ تھا۔ چنانچہ جس قدر لاولد آدمی مرتے ہیں خواہ نامراد اور عنین ہوتے ہیں۔ اون کی پشت میں بھی خدا نے ذریت نہیں رکھی ہے۔

پانچواں شبہ - یہ ذریت اور یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جن سے خدا نے عہد او رپیمان لیا تھا۔ اوسی کیڑے کو خدا نے اتنا بڑا آدمی بنایا ہے جتنے بڑے ہم لوگ ہیں۔ اور اسی قدر عقل اور علم اوس کو اوس وقت بھی تھا۔ جس قدر کہ بعد تجربات اور تعلیم کے ہوتا ہے۔ یا کہ ہم اور چیز ہیں۔ اور وہ چھوٹا آدمی اور چیز تھا۔ اگر وہ اور تھا۔ تو عہد میثاق کا پورا کرنا ہم پر لازم نہ ہوا۔ اس شبہ کا جواب تفصیلی ہم اوس وقت دیں گے۔ جب حشر اور نشر کو علوم جدیدہ سے ثابت کریں گے۔ اس وقت مختصر طور سے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ ہاں اصل انسان جس پر تکلیف احکام کی خدا نے دی ہے۔ وہی ذرہ ہے۔ اور باقی افزودگی جسمانی ہے۔ اور عقل ایسی چیز ہے کہ چھوٹے بڑے جسم کی وجہ سے کمی بیشی نہیں قبول کرتی ہے۔ اور اس کا پورا بیان ایک جداگانہ رسالہ میں کروں گا۔ انشاء اللہ۔

مگر اتنا یاد رہے

کہ علوم جدیدہ سے جس قدر قواعد جدیدہ اور عجیب دریافت ہوتے جائیں گے۔ ہمارے قرآن اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے ارشادات کی ہمیشہ تصدیق ہی ہوا کرے گی اور ہمارے نبی کی معجز بیانی اور راست گفتاری ہمیشہ ترقی پذیر معتقدات میں ہوگی۔

ہم نے التزام کیا ہے۔ کہ اپنے نبی کے ارشادات کو علوم جدیدہ سے بھی پورا ثابت کریں۔ انشاء اللہ

راقم ہیچمدان
غلام حسنین کنتوری
مترجم قانون شیخ

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

پاک شاعری

طبع زاد - فقیر محمد منیر سوختہ - صدیقی ہیڈ ماسٹر - مڈل سکول غوطہ ضلع سیالکوٹ

مرحبا سید قدعی مہدی موعود و مسیح　　جملۂ نام عزیزت دل و جان را ترویح
گشتہ از برکت انفاس تو دین را تجدید　　شدہ از سعی تو تنزیل خدا را تشریح
آن خیالات غلط بود کہ بر صفحۂ دل　　کرد کلک کوشش تو کردہ ہمہ را تصحیح
ابن عباس کہ میگفت کہ عیسیٰ مردست　　آمد از لطف و عنایات تو در فہم صحیح
آنچہ غامض و مغلق کہ مضامین نصوص　　بود کردی تو ہمہ را بفصاحت تصریح
این نگویم کہ رسولی و نگر سید انم　　ہادی عہدے موعود و لاریب مسیح
استخارات مکرر کہ فدائے تو کرد　　نام قرآن و مجدد بشنید است صریح
سینہ خستہ ام از دست نمان و شیطان　　بہر موسیٰ نظر لطف بر اعمال قبیح

ما دیا دست دعا سوختہ را دست و غریب
مرشدا لکہ کرم بندۂ خوار ست و ضریح

اعلام

چونکہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب نے ڈاک خانہ قادیان کی معرفت الحکم کا رعایتی شرح محصول سے رجو اخبارات سے لیا جاتا ہے۔ رجسٹری ہونا بوجوہات منظور نہیں فرمایا۔ اور الحکم کی قیمت یہ بھی اجازت نہیں دیتی۔ کہ ہر ہفتہ ٹکٹ لگا کر اخبار روانہ کیا جاوے۔ مجبوراً ہم کو دو نمبر اکٹھے شائع کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین ہم کو معذور سمجھیں گے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ انشاء اللہ الحکم کے مضامین اس دیر اور توقف کا کافی معاوضہ پہنچایا کریں گے۔

کتاب البیعت

کتاب البیعت کے متعلق جس میں حضرت اقدس سیدنا و امامنا مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے مبایعین کے اسماء درج ہوں گے خطوط مستفسر بکثرت مبایعین ہمارے پاس آ رہے ہیں۔ جن صاحبوں کو ابھی توجہ نہیں ہوئی وہ توجہ فرمائیں۔

مہدی آخر الزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر دوم

پچھلے نمبر میں ہمنے اس امر کو ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ مہدی آخر الزمان کا مسئلہ علماء اسلام کے درمیان ایک معرکہ کا مسئلہ ہے اور تین گروہ اس مسئلہ پر علماء اسلام کے ہو گئے ہیں جنمیں سے دو گروہ تو افراط و تفریط کر کے بہت بری طرح پر اس مبارک پیشگوئی کی عظمت کو کھوتے ہیں جیسا کہ ہمارے آئندہ مسلسل مضامین سے واضح ہو جائیگا۔ اوسی نمبر میں ہمنے بتلایا ہے۔ کہ بہت سی احادیث متعلقہ مہدی کی تراش خراش اہل عرب کی حصول خلافت کیلئے مخالفانہ مساعی کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ اور یہ امر بھی ناظرین کو بتلا چکے ہیں۔ کہ تاریخ اہل عرب کی اُسوقت کیحالت کو ظاہر کرتی ہوئی اونکی چار گروہ بتلاتی ہے جنمیں سے ایک بنو امیہ کے طرفدار دوئم عبداللہ بن زبیر کیحامی۔ سوئم بنو عباس کے معاون۔ چہارم بنو فاطمہ کے رفیق تھے۔

الغرض کتب تاریخ و سیر پر ایک گھڑی ور پر غور نظر کی بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دوڑ دہوپ کے مقر بہت بڑھتی گئی یہانتک کہ ہر ایک فرقہ نے بجاے خود دوسرے کی استیصال اور مغلوب کرنیکا عزم بالجزم کر لیا۔ چونکہ یہ تمام گروہ مسلمانوں کے تھے۔ اس لیے یہ کوئی بھی تعجب کی بات نہیں۔ اگر کہا جاوے۔ کہ احادیث کے احکام ہر فرقہ نے اپنے موافق سمجھانیکی کوشش کی۔ سنہ ہجری المقدس میں یزید خلیفہ ہوا۔ مگر عوام کو اوسکی بدکاری نے ناراض اور کشیدہ خاطر کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عراق۔ حجاز۔ بصرہ۔ یمن کے لوگوں نے عبداللہ بن زبیر کی اطاعت قبول کر لی یزید نے شام سے لشکر کشی کی اور دو متخاصمین میں ایک جنگ ہوئی ہے۔ اور عبداللہ بن زبیر کو مکہ میں محصور ہونا پڑا۔ اوسی ایام میں معاویہ جانشین ہوا۔ مگر وہ خلافت کی ذمہ داری کی تاب نہ لا کر خود دست بردار ہو گیا۔ اوس کے بعد عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا۔ اور اُس نے عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی اور سنہ ہجری المقدس میں عبداللہ بن زبیر کو سولی دیا گیا۔ یہ واقعات اون زمانے کے ہیں جنمیں احادیث کے راوی موجود تھے۔

ان واقعات اور حصول خلافت کے لئے مساعی اور مختلف قبائل کی دھڑہ بندیوں پر یکجائی نظر کرنیکے بعد اس امر کا سمجھہ میں آ جانا ہم نہیں سمجھتے کچھ بھی مشکل ہو۔ کہ جو احادیث بنو فاطمہ میں سے مہدی ہونے کے بارہ میں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ حضرات کی کوشش اور مساعی کا نتیجہ ہیں۔ جو بنو فاطمہ اور اونکے طرفدار بہر حصول خلافت کے لئے کر رہے تھے۔ مگر باوجود اسکے بھی بنو فاطمہ کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۰۵ھ ہجری میں جب ہشام ہیں عبدالملک خلیفہ ہوا۔ تو زید بن علی ابن حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی تدبیر کی۔ اور کوفہ میں ادعاے خلافت کا علم بلند کیا۔ مگر ہشام بن عبدالملک کے لشکر نے اونکو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد بھی بعض احادیث کا مرتب ہونا قرار دیا جاتا ہے۔ تاکہ بنو فاطمہ کسی نہ کسی نوع اپنے اوس ارادہ حصول خلافت میں کامیاب ہوں۔ اور اس طرح پر کہ مہدی خلیفہ آخر الزمان اُن میں سے ہوگا۔ بہت سی احادیث کتابوں میں اس مضمون کے متعلق ملیں گی۔ اور اُنمیں سے بعض میں لفظ مہدی بھی آیا ہے۔ اور بعض میں لفظ محمد کا ہے۔ جیسا کہ ابو داؤد نے اس حدیث میں ذکر کیا ہے۔ جسمیں عاصم بھی ایک راوی ہے۔ جب یحییٰ بن یزید شام کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو اونہوں نے محمد بن عبداللہ کیطرف رجوع کر لی۔ یہ صاحب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ چونکہ عاصم والی حدیث بنو فاطمہ میں سے ایک آئندہ ہونے والے خلیفہ کی بشارت دیتی ہے۔ اس لئے اس پر شبہ کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ محمد بن عبداللہ کی تائید میں بنا لی گئی ہو۔ علی ہذا القیاس بعض احادیث بنو عباس کیطرف منسوب کیجاتی ہیں۔ بنو عباس نے ابراہیم بن محمد کو مہدی قرار دیا۔ اور وہ مروان کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ اسکے بعد بھی بنو عباس کی کوشش حصول خلافت کے لئے کم نہ ہوئیں۔ بلکہ بدستور جاری رہیں جبکہ ابو مسلم خراسانی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے خفیہ بیعت کر کے لوگوں کو خلافت بنی عباس کی طرف مائل کرنے لگا۔ تو اُس نے تجویز کی۔ کہ بنی عباس کے طرفداروں کے لشکر کا لباس سیاہ ہو۔ اور جھنڈے بھی سیاہ بنا لئے مشکوۃ المصابیح میں ایک حدیث ہے۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو۔ فوراً اونکی اطاعت کرو کیونکہ خلیفۃ اللہ المہدی اون ہی میں ہوگا۔ اس حدیث پر شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ بنو عباس کے حامیوں کی حدیث طرازی اور گھڑت ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بھی ان احادیث کا وجود ہے۔ الغرض اسی طرح ہر ایک حدیث پر جرح کی گئی ہے۔

ہم ابھی یہ فیصلہ دینے نہیں بیٹھے۔ کہ یہ احادیث وضعی ہیں۔ یا صحیح ممکن ہے۔ کہ ان میں بہت کچھ تصرف ہوا ہو۔ یا خاص فوائد ہی کی خاطر سے وضع کی گئی ہوں بلکہ واقعات پر جیسا کہ اوپر ذکر ہوا یکجائی نظر کرنے کے بعد ایک معترض کو کم از کم ایسا کہنے کا حق ضرور حاصل ہے کہ وہ ان احادیث پر کمتر اعتماد کرے لیکن باوجود یہ سب کچھ قبول اور تسلیم کر لینے کے ہم مسئلہ مہدی پر اس کی تاثیر نہیں پاتے جو اس فریق کے محققوں نے ڈالی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے کہ عرب کے پولٹیکل فرقوں نے اپنے اپنے فرقہ میں مہدی کے آئندہ ہونے کی بشارت مشتہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو یہ کہنے سے ہم ہرگز نہیں رک سکتے کہ ضرور ہر ایک مسلمان کے دل میں ایک مہدی کا انتظار ہوگا۔ تاوقتیکہ یہ خیال عام طور پر مسلمانوں کے دل میں موجود نہ ہوتا۔ تو کس طرح بنو فاطمہ یا بنو عباس کو یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ وہ ایک مہدی کی بشارت کو ایجاد کر کے خلافت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اون کی طرف عوام سے مائل ہوں گے۔ اول تو مہدی کا خیال تاوقتیکہ اونکو یہ یقین نہ ہوتا کہ لوگ مہدی کا نام لینے سے ضرور اونکی طرف ہو جائیں گے نہ بنو فاطمہ میں پیدا ہوتا۔ اور مہدی ہی کا خیال اپنی خلافت کی تدبیر کیواسطے بنو عباس کو پیدا ہوتا اس امر کی صاف صاف دلیل ہے۔ کہ وہ واقف تھے۔ کہ لوگ ایک مہدی کے منتظر ہیں۔ جسکے وہ جوش مذہبی کیساتھ پیرو ہو جائیں گے۔ اس سے بھی زیادہ روشنی اس مسئلہ پر پڑتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ بنو امیہ اسوقت بہت طاقتور تھے۔ ممکن نہیں کہ ان کے وزرا اور جاسوس اُس سے بیخبر رہے ہوں۔

(باقی تیسرے نمبر میں)